تحریکِ اسلامی کے اخلاقی تقاضے

(آخری قسط)

جناب سید اسعد گیلانی

کاروبار و تجارت

تجارت اور کاروبار تو موجودہ دورِ معاشیات میں اس راستے کی بہت ہی بڑی چٹان ہے اگر یہ چیزیں تحریک کو مالی تقویت پہنچانے میں مددگار ہوں تب تو ان کی افادیت مسلّم ہے لیکن اگر یہ راہِ حق میں قدم اٹھانے میں پاؤں کی بیڑی بن جائیں اور انسان اس میں دفن ہو کر اس طرح اس کا غلام ہو جائے جس طرح مردہ قبر میں دفن ہو کر اس کا پابند ہو جاتا ہے تو پھر یہ راہ حق کا ایک ایسا پھندا ہے جسے زندگی میں اس کی حیثیت کے مطابق محدود اور قابو رکھنا مردِ مومن کا فرض بن جاتا ہے۔ یہ بھی آخرت فراموشی کا ہی ایک پہلو ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے معاملات میں گردن تک دھنسا ہوا اپنے سارے فرائض اور دوسروں کے سارے حقوق سب کچھ بھول جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر ہے لیکن حاضر و موجود میں مبتلا انسان غائب و غیر محسوس آخرت کا ادراک و احساس کرنے میں کوتاہی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

"تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔"

چنانچہ کاروبارِ دنیا کی مرغوبیت پر تبصرہ کرتے ہوئے خود قرآن نے فرمایا:

"لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، گھوڑے مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئیں ہیں تو یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ اللہ ہی کے پاس ہے"۔ (آل عمران۔ ۱۴)

اب یہاں کاروبارِ دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن نے چند مزید اسباب و عوامل کا بھی تذکرہ کیا ہے جن میں پہلی چار چیزوں کے علاوہ دو چیزوں کا مزید اضافہ کیا گیا ہے۔

مویشی (دودھ والے، سواری والے اور زمینیں جوتنے والے جانور)

زرعی زمینیں (فصلیں، باغات، ٹیوب ویل اور متعلقہ ساز و سامان)

ظاہر ہے کہ مویشیوں کے اوقاتِ کارکردگی کے ساتھ بندھا ہوا مجبور و پریشان انسان اور زمینوں کی فصلوں کا سخت پابند آدمی کسی انقلابی تحریک کے ساتھ کیا انقلابی کارنامے سرانجام دے سکتا ہے جب تک اس کا انقلابی جذبہ ان چیزوں کو اس کے اصول و نظریے کا پابند نہ بنائے اور

ان کاموں کے پروگراموں کو اپنے تحریکی پروگراموں کے تحت نہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے کام کے لیے بھی اپنے بندوں سے اس کاروبار اور تجارت کی اصطلاح میں ہی بات کی ہے فرمایا گیا:

"اے مسلمانو! کیا میں تمہیں ایسی سوداگری بتاؤں جو تمہیں آخرت میں عذاب سے بچالے اور وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر تم سمجھتے ہو تو یہ تجارت تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

(الصف - ۱۰،۱۱)

چنانچہ حضور اکرمؐ کی تحریک کے لوگوں نے اللہ کے ساتھ ایسی ہی تجارت کی اور اس تجارت کی انتہائی درخشاں مثالیں پیش کیں اس لئے وہ تھوڑے وقت میں بہت بڑا انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضور اکرمؐ نے خود اپنے جمے جمائے، پھلے پھیلائے، وسیع کاروبار کو تحریک کی ضروریات کی خاطر اللہ کی راہ میں بالکل بیٹھ جانے دیا اور اپنی ساری مساعی کا محور و مرکز صرف اللہ کے دین کی سربلندی کو ہی قرار دے لیا۔ یہی حال ان کے دوسرے ساتھیوں کا ہوا۔ جو لوگ مکّہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ظاہر ہے کہ وہ اپنے کاروبار اپنے ساتھ تو نہیں لے گئے تھے۔ انہوں نے اسلامی تحریک کے لیے قربانی کی ایسی اجتماعی مثال پیش کی جس کا نمونہ تاریخ میں دوسرا کوئی نہیں ملتا۔

حضرت صہیب رومیؓ مکہ میں بہت بڑے تاجر اور کاروباری تھے۔ جب وہ ہجرت کے لیے اپنا سروسامان لے کر شہر سے باہر نکلے تو قریش مکّہ نے پکڑ لیا اور کہا کہ یہاں جب تم ہمارے شہر میں آئے تھے تو خالی ہاتھ آئے تھے۔ تم نے ہمارے ہی شہر میں کاروبار اور تجارت کر کے اتنا اثاثہ بنا لیا، اب اسے کہاں لیے جاتے ہو۔ حضرت صہیب رومیؓ نے اپنا سب کچھ ان کے حوالے کیا اور تہی دست ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو حضور اکرمؐ تک صحابہؓ نے صہیبؓ کے یوں لٹ پٹ کر خالی ہاتھ پہنچنے کی خبر سنائی۔ حضورؐ نے صہیبؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا "صہیبؓ تم نے اپنے رب کے ساتھ بہت اچھا سودا کیا، مبارک ہو!"

یہ بات کہنے والے بھی جانتے تھے اور سننے والے بھی کہ واقعی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اتنا بڑا محفوظ سودا ہے جس کے نفع کی کوئی انتہا نہیں ہے بس اس کے لیے خلوص اور انتظار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے وہ کئی گنا ہو کر اس وقت واپس ملے گا جب اسے اس کی سب سے

زیادہ ضرورت ہو گی ساتھ ہی اسے مزید اپنے رب کی خوشنودی ملے گی جو انمول ہے اور جس کا کوئی شے بھی بدل نہیں ہے۔

اسی طرح بعد میں بھی جن لوگوں نے اسلامی تحریک کا کام کیا انہوں نے اپنے کاروبار اور تجارت کو اس راہ میں قربان کیا۔ تحریکِ مجاہدین سے وابستہ ہزاروں مجاہدین اپنے کاروبار چھوڑ کر تحریک میں شامل ہوئے اور سرحد میں جا کر محاذِ جنگ پر شہید ہوئے۔ ہزاروں لوگ کاروبار سے کئی کئی ماہ تک غیر حاضر رہتے' محاذ پر جا کر لوگوں میں شامل ہوتے اور پھر واپس آکر اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاتے تاکہ تحریک کو مالی امداد بھی پہنچائی جا سکے۔ جو لوگ تحریک سے مالی تعاون کرتے رہے ان کی جائیدادیں اور کاروبار کافر حکومت نے ضبط کیے اور انہوں نے ہنسی خوشی یہ قربانیاں گوارا کیں تاکہ وہ اپنے مالکِ حقیقی کو خوش کر سکیں۔ وہی ہر شے کا مالک ہے اور ہر شے اسی کی طرف سے ہے۔

پر تکلّف رہائش گاہیں

گھربار اور پر تکلّف رہائش گاہیں بھی انسان کے لیے اسلامی تحریک کے راستے کا پھندا بن جاتی ہیں۔ انسان کے لئے اپنے آباد گھروں سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے اپنے معمولات کو چھوڑنا اور غیر معمولی حالات سے دو چار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لیے گھروں سے باہر کی دشواریاں اور تکالیف اور دیگر مشکلات برداشت کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اپنے معمول کے کھانے' معمول کے بستر' معمول کے کام کاج' چاروں طرف اپنے بیوی بچوں اور عزیزوں کے پر محبت چہرے اور ان کی قربت اور رہائش آخر کسے پسند نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے دین کا مطالبہ تو یہی ہے کہ جب اسلامی تحریک کا پروگرام سامنے آئے تو ان مرغوباتِ نفس کو قربان کر کے راہِ حق میں نکلا جائے۔ جس درجے میں کوئی شخص ان چیزوں کے گھیراؤ میں زیادہ پھنسا ہوا ہو گا اسی قدر وہ بوجھل ہو گا اور جس قدر اس کے گرد ان چیزوں کا گھیرا کم ہو گا اسی درجے میں وہ ہلکا ہو گا۔ لیکن اللہ کا دین جب غالب نہ ہو تو اس کا مطالبہ یہی ہے کہ دین کی سربلندی کے لیے اسلامی تحریک کی جدّوجہد کے لیے نکلو۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ "نکلو اللہ کی راہ میں ہلکے ہو یا بھاری۔" (توبہ)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کیفیتِ قلب کو خوب جانتے ہیں اور ان کے مرغوبات سے بھی خوب آگاہ ہیں' اس لیے کہ وہ خالقِ فطرت ہیں۔ چنانچہ دین کے لیے جدّوجہد کرنے والے

مجاہدین سے ان مرغوبات کی قربانی طلب کر کے پھر آخرت میں ان سے لاکھوں گنا بہتر مرغوبات کا وعدہ بھی بار بار کیا گیا ہے۔ گویا ان تمام مرغوبات کو مستقل' پائیدار اور کامل صورت میں پا لینے اور حقیقی طور پر ان سے متمتع ہونے کا مقام دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے جہاں یہ سب چیزیں بہترین طور پر دینے کا وعدہ مضبوط اور پختہ ہے اور پھر جنہیں چھوڑنے کا دوبارہ مطالبہ نہ کیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں بھی اسلامی تحریک سے وابستہ لوگوں نے بہت درخشاں مثالیں پیش کی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے یہ مسئلہ آیا تو وہ دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دعوت دین کی خاطر دیس دیس کی خاک چھانتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا تو انہوں نے بھی ساری عمر مسافرت اور صحرا نوردی میں ہی گذار دی۔ اور جب حضور اکرمؐ کی مثالی اسلامی تحریک کے سامنے آیا تو انہوں نے اپنے بھرے ہوئے گھر' چلتے ہوئے کاروبار اور آباد گھرانے چھوڑ کر خالی ہاتھ پردیس کا راستہ اختیار کیا اور کسی کی پر آسائش رہائش گاہیں بھی ان کا رستہ نہ روک سکیں۔ اسی طرح مجاہدین کی تحریک میں ہزاروں لوگوں نے اپنے گھربار چھوڑے اور پردیس میں نکل گئے اور اس طرح نکلے کہ بظاہر انہیں دوبارہ ان گھروں میں واپس آنے کی کوئی امید نہ تھی اس لیے کہ انہیں حتمی ایمان حاصل تھا کہ

> "اللہ کے ہاں تو انہیں لوگوں کا بڑا درجہ ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھربار چھوڑے اور جانفشانیاں کیں۔ بس وہی کامیاب ہیں" (توبہ۔ آیت ۲۰)

مزید فرمایا گیا:

> "جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ایمان لانے کی وجہ سے ستائے گئے تو انہوں نے گھربار چھوڑ دیے' ہجرت کی' راہ خدا میں سختیاں جھیلیں اور صبر سے کام لیا۔ ان کے لیے یقیناً تیرا رب غفور الرحیم ہے" (النحل)

غرض گھروں سے نکلنے اور راہ حق میں جدوجہد کی مثالیں اسلامی تحریک کی تاریخ میں ہر دور میں موجود ہیں اور پھر جس قدر درخشاں مثالیں کسی تحریک نے پیش کی ہیں اسی قدر خوش آئند اور پائیدار نتائج اس کے کام کے برآمد ہوئے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ رب العالمین اپنے بندوں کو ان کی مرغوبات نفس کے ذریعے اپنے دین کی خاطر آزماتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ ان مرغوبات کے مقابلے میں اللہ کے دین کے کام کو کس درجہ ترجیح دیتے ہیں۔ پھر جس درجے میں کوئی تحریک ایثار و قربانی کے اس میدان میں عمدہ اور کثیر مثالیں پیش کرتی ہے اسی درجے میں درخشاں اور خوب تر نتائج اس کے

باقی بر صفحہ ۷۰

بقیہ: تحریک اسلامی کے اخلاقی تقاضے

حصے میں آتے ہیں اور جس درجہ میں کسی تحریک کے کارکن مرغوباتِ نفس یعنی اسبابِ انحطاط و اضمحلال سے لپٹے رہ جاتے ہیں اسی درجے میں دنیا میں خوش آئند نتائج اور آخرت میں مالک کی رضا کا حصول دور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔